تحقیق و تنقید

امام ابن اسحاقؒ - شاہ ولی اللہؒ کے اہم ترین ماخذِ سیرت

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

امام محمدؒ بن اسحاق بن یسار مطلبی (۸۵ھ/۷۰۴ء-۱۵۰ھ/۷۶۷ء) سیرت و حدیث کے امام تھے۔ ان کے معاصرین اور متاخرین نے ان کو 'امیر المومنین فی الحدیث' کے قابلِ فخر لقب سے نوازا۔ یہ اعتماد و افتخار والا لقب متعدد اکابرِ محدثین کے لیے بھی استعمال ہوا، لیکن امام ابن اسحاقؒ کے لیے اس کا استعمال ایک خاص معنی اور عظیم جہت رکھتا ہے، کیوں کہ ان پر بعض اہلِ علم نے نقد و جرح بھی کی ہے۔ فنونِ سیرت و حدیث میں ان کے اعتبار و ثقاہت کے لیے یہ حقیقت کافی ہے کہ اکابر محدثین بالخصوص صحاح ستہ کے عالی مقام مؤلفین نے ان سے بہت سی روایات لی ہیں۔[۱]

سیرت و حدیث کے اس مایہ ناز امامِ وقت کا رجحان ساز افتخار یہ بھی ہے کہ وہ اولین دستیاب کتابِ سیرت کے عظیم مولف ہیں۔ ان کے پیش روؤں اور بزرگ معاصروں میں متعدد اہلِ فن نے اپنے اپنے زمانے میں کتبِ سیرت تالیف کی تھیں، لیکن وہ اتنی جامع، ہمہ گیر اور مفصل و مدلل نہ تھیں اور وہ وقت و زمانہ کے تخریب کن دھاروں کا شکار ہو کر نابود بھی ہوگئیں۔ امام ابن اسحاقؒ کی کتابِ سیرت کا کامل عنوان تھا: ''کتاب المبتدا والمبعث والمغازی''، جو عام طور پر سیرت ابن اسحاق کہلاتی ہے۔ اس کے تین حصوں میں بالترتیب تاریخِ آفرینش و انبیاء و آباء و اجدادِ نبوی، رسول خدا ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی زیر بحث آئی ہے۔ سیرت و تاریخ کی اس سہ گانہ تقسیم نے ابن اسحاق کے معاصرین کے ساتھ تمام متاخرین کو بہت متاثر کیا ہے۔ وہ اپنے عہد سے آج تک سیرتِ نبوی کا سب سے بڑا ماخذ و مرجع بنی رہی ہے اور اس سے کسی صاحبِ علم کو ذرا بھی مفر

نہیں۔ سیرتِ ابن اسحاقؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۱۴ھ/۱۷۰۳ء-۱۱۷۶ھ/ ۱۷۶۲ء) کا سیرت و تاریخِ اسلامی میں غالباً سب سے اہم اور سب سے بنیادی ماخذ ہے۔ نہ صرف سیرتِ نبوی میں، بلکہ خلافتِ راشدہ کی تاریخ وتہذیب میں وہ شاہ صاحب کا مرجعِ اول ہے۔۲؎

شاہ صاحبؒ نے امام ابن اسحاقؒ اوران کی سیرت نبوی کو اپنی مختلف کتابوں میں اپنا اہم ترین ماخذ بنایا ہے۔ 'فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن' کے حواشی میں تاریخی واقعات، بالخصوص عہدِ نبوی کے واقعات ومغازی اور معاصرین کے احوال کے بیان کے لیے ان کی روایات لی ہیں۔ 'الفوز الکبیر' میں بعض مباحث میں ان کا ذکرکرکے ان پر نقد وجرح بھی کی ہے۔ وہ صرف سرسری حوالے کے ضمن میں ہی آتی ہے۔ مقدمہ 'شرح تراجم ابواب صحیح البخاری' میں شاہ صاحبؒ نے ایک اہم بحث میں ان کا ذکرکیا ہے اوراس کو 'قرۃ العینین فی تفصیل الشیخین' اور 'ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء' میں مزید دہرایا ہے اورایک خاص فن/علمِ حدیث کا ان کو بانی بتایا ہے۔ان دونوں بلکہ توام کتبِ تاریخِ خلافتِ راشدہ میں انھوں نے سیرتِ ابن اسحاق کواپنا سب سے بڑا ماخذ ومرجع بنایا ہے۔خلفاءِ راشدین کے مناقب و واقعات اسی سے اخذ کیے ہیں۔ سیرتِ ابن اسحاق کی ان تمام جہات پر بحث مختصر ہی کی جاسکتی ہے۔اس لیے کہ مفصل تجزیہ ایک کتاب کا متقاضی ہے۔ یہ مختصر بحث چند عناوین کے تحت کی جاتی ہے، تاکہ سیرتِ ابن اسحاقؒ کے حضرت شاہؒ صاحب کے ایک اہم ماخذ ہونے کی تفہیم ہوسکے۔

فنِ سیرت علمِ حدیث کی ایک قسم

اہل علم اور ماہرین فنون نے اپنی بحث وتحلیل سے ثابت کیا ہے کہ علمِ سیرت ابتداء میں علمِ حدیث کا ہی ایک حصہ تھا۔ رفتہ رفتہ خلافتِ اموی میں متعدد تابعینِ کرام نے اختصاصِ سیرت پیدا کیا اوراس کوعلم حدیث سے الگ کرکے ایک جداگانہ علم وفن بنادیا۔ ان میں بزرگ تر شیوخ کے علاوہ امام ابن اسحاقؒ ممتاز ترین تھے۔۳؎ حضرت شاہ صاحب

نے اس بابِ خاص میں ایک نئی تحقیق پیش کی ہے جو علمِ حدیث اور علمِ سیرت کے باہمی ارتباط و تفاعل کو واضح کرتی ہے۔ اس کے مطابق اہلِ حدیث (یعنی محدثین) نے جو کچھ ابتدا میں تصنیف کیا تھا اس کو چار فنون میں مدون کیا گیا:

۱- فن السنۃ: یعنی فقہ حدیث، جس کی اہم ترین تالیفات موطا امام مالک اور جامعِ سفیان ثوری تھیں۔

۲- فنِ تفسیر، جس کی نمائندہ کتاب ابن جریج کی تھی۔

۳- فنِ سیر، جس میں محمد بن اسحاق کی کتاب جیسی تالیفات تھیں۔

۴- فنِ زہد و رقاق، جس میں ابن مبارکؒ کی کتاب اہم ترین تھی۔

ایک دوسری کتاب میں حضرت شاہ صاحبؒ نے علمِ حدیث کو پانچ فنون میں مدون کرنے کی بات کہی ہے۔ اس اعتبار سے پانچویں قسم 'معرفۃ الصحابہ' ہے جس کی ایک نمائندہ کتاب 'الاستیعاب' ہے۔ شاہ صاحبؒ کی فکر کا یہ ارتقاء بعد کی تالیف میں ملتا ہے۔ اصلاً وہ چار فنون کی تدوین کی بات کرتے ہیں، کیوں کہ ان کا اگلا نکتۂ تحقیق یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اپنی الجامع الصحیح میں ان چاروں فنونِ حدیث کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔۴

روایاتِ وابوابِ ابن اسحاقؒ کے لیے شواہدِ بخاریؒ

شاہ ولی اللہؒ نے اس سے زیادہ اہم اور فنی نقطۂ نظر سے معنی خیز بات یہ کہی ہے کہ امام بخاریؒ نے بعض ابوابِ صحیح میں اصلاً امام ابن اسحاق کے بعض ابواب اور ان میں مذکور روایات و اخبار کے لیے 'شواہد' (تائیدی احادیث) پیش کی ہیں۔۵ شارحین صحیح بخاری نے امام بخاریؒ کے اپنی کتاب المناقب میں بابِ قحطان وغیرہ کے لانے اور ان میں بعض احادیث روایت کرنے پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس کی توجیہ نہیں کر سکے کہ امام بخاریؒ نے ان کا ذکر کیا ہی کیوں؟ حضرت شاہؒ نے اس کی توجیہ و تاویل یہ کی ہے کہ امام محمد بن اسحاقؒ نے اپنی سیرت میں ایسے قِصَص (قصوں/ واقعات) پر بہت طویل کلام کیا ہے۔ ان کے ان اخبار و قصص پر محدثینِ کرام کو بالعموم شک و شبہ رہا ہے اور وہ ان کو

حدیثی استناد سے محروم سمجھتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے دراصل ان تمام قصوں میں سے ہر ایک کے لیے صحیح احادیث سے شواہد فراہم کرکے ان کو مستند و معتبر بنایا ہے، اسی لیے امام بخاری نے قصۃ الیمن، ذکرِ قحطان، حلف الفضول، تسلط خزاعۃ، قصۃ زمزم، نسبِ نبوی، زمانہ و وقت ولادتِ نبوی، ذکر حبشہ و بنی ارفدۃ کے ابواب وقصص میں اپنے شواہد بیان کیے ہیں۔ اس طرح وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ سب اخبارِ ابن اسحاقؒ معتبر ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے اُن واقعات وقصصِ ابن اسحاقؒ کے لیے، جن میں امام بخاریؒ کو شواہد نہیں مل سکے، خود شواہدِ حدیث بیان کیے ہیں۔[۶]

حضرت شاہ صاحبؒ نے اس شاہدِ بخاری کی جو تفصیل دی ہے اس کا ترجمہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے، تاکہ اصل اور شاہد واضح ہوجائے:

- محمد بن اسحاقؒ نے حرسے قصۃ الیمن کا ذکر کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اس کا شاہد پیش کیا ہے اور حدیث صحیح میں قحطان کا ذکر لائے ہیں۔ سیرت ابن اسحاقؒ (۱/۳) میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کے نسب کے بیان: ''سیاقۃ النسب من ولد اسمٰعیل علیہ السلام'' میں جرہم کو ابن قحطان بتایا ہے اور قحطان کو پورے یمن کا باپ اور اسی کی طرف نسب کے راجع ہونے کا ذکر کیا ہے: ''وقحطان ابوالیمن کلہا، والیہ تجمع نسبہا''۔ آگے چل کر ابن ہشامؒ نے یہ صراحت کی ہے کہ تمام عرب حضرت اسمٰعیل و قحطان کی اولاد ہیں۔ احادیث بخاری: ۳۵۰۰، ۱۳۹۷ (اول الذکر کے طرف) اور حدیث: ۳۵۱۷ مع طرف: ۷۱۱۷ میں قحطان کا ذکر ہے اور وہ دونوں احادیث حضرات محمد بن جبیر بن مطعم بن عدی نوفلی اور ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے ''نسبۃ الیمن الی اسماعیل'' میں قحطان کے اولادِ اسمٰعیل ہونے سے مفصل بحث کی ہے۔[۷]

حضرت شاہؒ نے دوسری مثال یا بحث حلف الفضول کی دی ہے کہ امام ابن اسحاقؒ نے اس کا ذکر عربوں کے معاہدوں (معاداۃ) کے لحاظ سے کیا ہے۔ اور امام بخاری نے اپنے قول ''باب ما ینہی من دعوی الجاہلیۃ'' سے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۸]

- امام ابن اسحاقؒ نے مکہ پر خزاعہ کے تسلط کا ذکر کیا ہے اور اس کے لیے امام

بخاریؒ نے شاہد پیش کیا ہے، جو عمرو بن لحی اور اس کی سوائب سازی (تسبیبہ السوائب) کا ذکر کرتا ہے۔[۹]

- امام ابن اسحاقؒ نے عبدالمطلب کے زمزم کھودنے کا ذکر کیا ہے اور اس کے لیے امام بخاریؒ نے جو شاہد پیش کیا ہے اس میں حضرت ابوذر غفاریؓ کے قبول اسلام اور ان کے زمزم سے پینے کا بیان ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ زمزم اولین بعثتِ نبوی میں موجود تھا۔[۱۰]

- بعثتِ نبوی سے قبل عربوں کی جہالت کا ذکر اس قصہ کے ساتھ کیا ہے کہ اس نے جاہلیت میں اپنی دختر کو قتل کردیا تھا اور اس کا شاہد بخاری میں قول اللہ تعالیٰ: "قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ" سے پیش کیا۔[۱۱]

- ابن اسحاقؒ نے نسبِ نبوی کو سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام تک پہنچایا اور امام بخاریؒ نے امام مالکؒ سے روایت کرکے اسماعیلؑ کے اوپر اسے پہنچانے میں ان کی مدد کی۔ اسی طرح ابن اسحاق نے میلادِ نبوی میں قصۃ الفیل اور یمن پر اس کے لشکر کا غلبہ بیان کیا، مگر بخاریؒ کو اس کا شاہد نہیں ملا، لیکن وہ قول الٰہی: "أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحٰبِ الْفِيْلِ" کو لائے ہیں اور حدیث میں حبشہ کا ذکر ان کے لیے خطاب بنی ارفدہ کے ساتھ کیا ہے۔[۱۲]

مناقبِ صدیق اکبر میں رواياتِ ابن اسحاق

حضرات شیخین - حضرات ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما - کے مناقب کے باب میں بالخصوص اور حضرات ختنین - حضرات عثمان ذوالنورین وعلی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما - کے مناقب وفضائل اور دوسرے صحابہ کرام کے احوال میں بالعموم حضرت شاہ صاحبؒ امام ابن اسحاقؒ کی روایات سب سے زیادہ بیان کرتے ہیں، اگرچہ ان کے مآخذ دوسرے سوانح نگار، ماہرینِ انساب اور تاریخ نویس بھی ہیں، لیکن وہ ثانوی ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ کے مناقب ہوں یا دوسرے خلفاءِ کرام کے، یا ان کے وہ واقعات واحوال

ہوں، جن کا تعلق عہد نبوی سے ہے، ان میں حضرت شاہؒ کے سب سے بڑے اور سب سے معتبر و معتمد ماخذ امام ابن اسحاقؒ ہی ہیں۔ مناقبِ صدیقی کے ضمن میں روایاتِ ابن اسحاق کا ایک تجزیہ پیش ہے:

- حضرت صدیق اکبرؓ کی مقبولیت اور عالی نسبی اور ان کی مہارتِ علمِ نسب۔۱۳

- حضرت ابوبکرؓ کی محبوبیت ومقبولیت اور اثر و رسوخ کی وجہ سے ان کے ہم مجلس صحابہ ستہ کا ذکر صرف ابن اسحاق سے لیا ہے۔۱۴

- کمزوروں اور غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے کا واقعہ ابن اسحاقؒ سے نقل کیا ہے اور اس کو زیادہ واضح ومفصل بتایا ہے اور حضرت علیؓ کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم ﷺ کی گود میں تربیت پائی تھی۔۱۵

- صحیفۂ مقاطعہ اور یہ بات کہ مقاطعہ کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ ﷺ کا ساتھ دیا تھا۔ اس کا ذکر سیرتِ ابن اسحاق سے کیا ہے۔۱۶

- غزوۂ احد میں رسولِ اکرم ﷺ کی حفاظت وحمایت میں حضرت صدیق دوسرے صحابہ کے ساتھ تھے۔۱۷

- فتحِ مکہ سے قبل صلح حدیبیہ کی بحالی کے لیے سفارتِ ابوسفیان کا واقعہ۔۱۸

- فتحِ مکہ کے موقعہ پر نبوی داخلہ اور خدمتِ نبوی میں حضرت ابوبکر کے والد ماجد حضرت ابوقحافہؓ کی حاضری کا واقعہ۔۱۹

- غزوۂ طائف کے دوران ثقیف کے محاصرہ، اس کے بارے میں رویائے نبوی اور اس کی تعبیر اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رائے سے اتفاقِ نبوی، غنائمِ حنین میں سے اپنے حصہ پر عباس بن مرداس سُلمیؓ کی ناراضی اور ان کے اشعار۔۲۰

- سنہ ۹ ھ میں حج کی امارتِ ابی بکر صدیقؓ اور سورۂ براءت کے اعلان کے لیے حضرت علیؓ کی تقرری کا مفصل واقعہ۔۲۱

- مرض الموت میں رسولِ اکرم ﷺ کے واقعہ تخییر پر حضرت صدیق کی آہ وبکا،

مسجد میں روشن دانوں (خوخہ) کے بند کرنے سے صرف خوخۂ ابی بکر کا استثناء، رسول اکرم ﷺ کی حدیث: "**لو کنت متخذا من العباد خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا**"۔[۲۲]

ان کے علاوہ بعض دوسری روایاتِ ابن اسحاق حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مآثر اور مناقب کے بارے میں مذکور ہیں۔ اس کا بھی امکان ہے کہ دوسرے ابوابِ مناقب میں حضرت امام کے حوالے موجود ہوں اور ان پر نظر نہ پڑی ہو، بالخصوص حضرت عمر فاروقؓ کے مناقب میں امامِ ابن اسحاقؒ کی روایات وغیرہ کے ضمن میں شاہ ولی اللہؒ نے یہ صراحت کی ہے کہ شیخینؓ کے مشترکہ فضائل تھے اور ان کے مآخذ بھی مشترکہ ہیں۔ لہٰذا روایاتِ سیرت کی تعداد بڑھ سکتی ہے۔ قرۃ العینین میں عہد نبوی کے بعد کے واقعات و آثار کا ذکر صرف چند سطروں میں ہے اور ازالہ میں ان ابواب کا ان کی روایات کے ساتھ اضافہ فرمایا ہے۔[۲۳]

مناقبِ فاروقیؓ میں ابن اسحاقؒ کے حوالے

عہدِ نبوی سے متعلق واقعات، احوال او رمناقب وکمالاتِ فاروقی کے ایک بڑے ماخذ امام ابن اسحاقؒ ہی ہیں۔ بلاشبہ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے مآخذ بھی ہیں، جن کی غالب اکثریت محدثینِ کرام اور ان کی کتابوں کی مفصل ومستند روایات ہیں۔ سیر و سوانح نگاروں میں شاہ صاحبؒ نے امام ابن اسحاقؒ کے علاوہ بعض دوسرے اہلِ علم سے بھی روایات لی ہیں، جیسے ابن عبدالبر قرطبی کی الاستیعاب وغیرہ، لیکن ان کی روایات کے مآخذ میں محدثین کے علاوہ غالب حصہ امام ابن اسحاقؒ کا ہی ہے۔ ان مناقب کے سلسلے میں روایاتِ ابن اسحاق کا ایک جائزہ درجِ ذیل ہے:

- اسلامِ حضرت عمر فاروقؓ کی مشہور ترین روایت ابن اسحاقؒ سے بیان کی ہے اور کافی تفصیل کے ساتھ۔ دوسری روایتِ قبولِ اسلام بھی ابن اسحاق سے لی ہے۔[۲۴]

اپنے اسلام قبول کرنے کے واقعہ کی اشاعت کے لیے حضرت عمرؓ نے جمیل بن

معمر جمحی کو استعمال کیا تھا۔ یہ خاصا طویل واقعہ ہے۔ بخاری میں اس کا شاہد بھی موجود ہے۔ بعض اور واقعات بھی ہیں۔ ۲۵

- اسلامِ حضرت عمرؓ کی وجہ سے مسلمانوں کو تقویت، خانۂ کعبہ کے صحن میں نماز، اکابر قریش سے حق کی وصولی وغیرہ، تبصرۂ ابن مسعودؓ، عاص بن وائل سہمی کے جوار دینے کا واقعہ ابن اسحاقؒ سے مروی ہے قرۃ میں اور بخاری سے بھی۔ نیز ابو جہل مخزومی کو اپنے اسلام کی خبر دینے کا ذکر بھی ابن اسحاقؒ سے ہے۔ ۲۶

- غزوۂ بدر کے فضائل اور اسیرانِ بدر کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے وغیرہ کے واقعات ابن اسحاقؒ سے مع واقعہ عمیر بن وہبؓ نیز حضرت عباسؓ کے قتل کا ارادہ کرنے والے صحابی ابو حذیفہؓ کے خلاف اقدامِ فاروقی۔ ۲۷

- غزوۂ احد میں فضائلِ فاروقی کے ضمن میں اعلانِ ابوسفیان اموی کے جواب میں نعرۂ فاروقی وغیرہ۔ ۲۸

- واقعۂ افک / غزوۂ مریسیع میں رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے قتل کی تجویز فاروقی اور فرمانِ نبوی (بروایت مسلم بھی) قصہ جہجاہ غفاری اجیر عمرؓ۔ ۲۹

- صلحِ حدیبیہ میں شرائطِ صلح پر حضرت عمرؓ کی بحث و تکرار وغیرہ کا مفصل واقعہ۔ ۳۰

- غزوۂ خیبر میں شرکتِ فاروقی اور بعض واقعاتِ غزوہ، مثلاً حضرت عامر بن اکوعؓ کی رجز خوانی کی روایات ابن اسحاق سے۔ ۳۱

- فتحِ مکہ میں حضرت ابوسفیان امویؓ سے مباحثۂ فاروقی کا مفصل ذکر۔ دوبارہ حوالہ در رسالۂ تصوف فاروقی: ''اشد هم فی امر الله عمرؓ''۔ ۳۲

- غزوۂ طائف کے بعض واقعات و روایات کے لیے سیرتِ ابن اسحاق کا حوالہ، نذرِ اعتکاف کی روایت بھی۔ ذوالخویصرہ کا واقعہ در تقسیمِ غنائم اور مطالبۂ عدل، حدیث بابت خوارج۔ ۳۳

- عہد نبوی سے متعلق واقعات و مناقب اسی پر ختم ہوتے ہیں، بالخصوص قرۃ العینین میں۔ بعد کے واقعاتِ خلافت شیخین کا بیان مختصر ہے۔ ۳۴

مناقبِ حضرت عثمان ذوالنورینؓ

شاہ ولی اللہؒ نے خلیفۂ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ کے مناقبِ جمیلہ میں محدثین کرام اور ان کی کتب کے بعد محبّ طبری کی الریاض النضر ۃ سے زیادہ روایات لی ہیں۔ بعض اور بھی اہم ترین کتبِ سیر وسوانح جیسے روضۃ الاحباب وغیرہ ہیں، لیکن ان میں امام ابن اسحاقؒ شامل نہیں ہیں۔ ۳۵ روایاتِ ابن اسحاق کی عدم موجودگی حیرت انگیز ہے۔

مناقبِ حضرت علی مرتضیٰؓ میں روایاتِ ابن اسحاقؒ

اس کے بالمقابل حضرت علی بن ابی طالب ہاشمیؓ کے مناقب و فضائل میں حضرت شاہ صاحبؒ نے امام ابن اسحاقؒ سے بہت روایات لی ہیں۔ ان کا ایک جائزہ درجِ ذیل ہے:

- حضرت علیؓ کی کفالتِ نبوی اور حضرت جعفرؓ کی کفالتِ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ اور چچا ابو طالب کی امداد پر حدیث واقعہ۔ ۳۶
- حضرت علیؓ کے ایمان لانے اور رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ نماز میں ان کی شرکت اور ابوطالب کے استفسار کی روایت۔ ۳۷
- ہجرتِ نبوی کے واقعات میں حضرت علیؓ کی شرکت کے واقعات، جیسے بسترِ نبوی پر سونا، لوگوں کی امانتیں واپس کرنا اور ہجرت کرنا۔ ۳۸
- غزوۂ بدر کے واقعات میں حضرت علیؓ کے کارنامے: دشمنوں کی خبر لانا، مبارزت، شجاعت اور دوسرے واقعات میں شرکت۔ ۳۹
- غزوۂ احد کے واقعات: شہادتِ مصعبؓ کے بعد عَلَم حضرت علیؓ کو عطا کرنا، قتال و جہاد میں ان کا حصہ، ذوالفقار کا عطیہ وغیرہ۔ ۴۰
- غزوۂ خندق میں شہامت وشجاعت، قتلِ عمرو بن عبدود وغیرہ، غزوۂ بنو قریظہ میں قلعہ فتح کرنے کا کارنامہ۔ ۴۱

صلح نامۂ حدیبیہ کے کاتب حضرت علیؓ، ان کے ساتھ 'منتظر الخلافۃ' کا معاملۂ

نبوی۔۴۲ (منتظر الخلافۃ کا نظریۂ شاہ بہت اہم ہے)

- غزوۂ خیبر میں پرچم نبوی کا عطیہ اور حضرت علیؓ کی فتوحات۔ بعض روایات پر نقد بھی ہے۔۴۳

- فتحِ مکہ کے موقعہ پر اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے پرچم حضرت علیؓ کو دلوایا، لیکن سقایہ کے ساتھ حجابہ کی تجویزِ علی نہیں مانی۔۴۴

- سریۂ بنوجذیمہ کی امارت پر حضرت علیؓ کا تقرر اور اس سریہ کے واقعات وغیرہ۔۴۵

- غزوۂ حنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی اور ہوازن پر حملوں کا واقعہ۔۴۶

- غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علیؓ کی اہلِ بیت کے کاموں پر تقرری، غزوہ میں شریک نہ ہونے پر بعض لوگوں کی جانب سے اعتراضات پر تسلی نبوی۔۴۷

- حجِ ابی بکرؓ میں اعلانِ سورۂ براءت کی ذمہ داری کا واقعہ۔۴۸

- یمن سے حضرت خالد بن ولیدؓ کے بعد حضرت علیؓ کا وصولیٔ صدقات کے منصب پر تقرر، لوگوں کو ان سے شکایت اور اس کا ازالہ۔۴۹

- وفاتِ نبوی کے بعد رسولِ اکرم ﷺ کے غسل، تجہیز وتکفین اور تدفین میں حضرت علیؓ کی خدمات، جیسے قبرِ نبوی میں اترنا وغیرہ۔۵۰

- حضرت علیؓ کے اخلاق و عادات، خصائل و مقامات میں روایاتِ ابن اسحاق۔ حاکم از ابن اسحاق۔ حضرت عباسؓ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ کے وارثِ نبوی بننے کی وجوہ سے بحث میں ابن اسحاق کا حوالہ۔۵۱

حضرات خلفائے راشدین کے عہدِ نبوی سے متعلق واقعات، مناقب، فضائل اور خدمات کا ایک اہم ماخذ امام ابن اسحاقؒ ہیں، جن کی سیرت سے شاہ ولی اللہؒ نے خوب استفادہ کیا ہے۔ ان کو ایک طرح سے ان کا اہم ترین ماخذ کہا جا سکتا ہے۔ بلاشبہ دوسرے مآخذِ سیرت اور مصادرِ حدیث بھی اس باب میں ان کے اہم ترین مراجع ہیں اور ان کی روایات کی کثرت بھی ہے، لیکن اس سلسلہ میں ایک اہم حقیقت یہ بھی ہے کہ متعدد ائمۂ سیرت وحدیث نے امام ابن اسحاقؒ سے ہی اپنا مواد لیا ہے۔ اس قسم کے مواد کو دو قسموں

میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: ایک وہ روایات ہیں جن میں ماخذِ اصلی -ابن اسحاقؒ- کا واضح ذکر سند کے اواخر یا اواسط میں ملتا ہے، جیسے امام حاکمؒ کی ایک روایت کے بارے میں اوپر ذکر کیا گیا۔ دوسری وہ روایات واحادیث ہیں جن میں محدثین واہلِ سیر نے یا تو امام ابن اسحاقؒ سے اخذ وقبول کا واضح ذکر نہیں کیا اور اگر کیا بھی تھا تو حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کی تصریح وتحقیق نہیں پیش کی، بلکہ امام حاکمؒ، محبّ طبریؒ، ابن عبدالبرؒ (ابوعمر وغیرہ) کا ذکر کر دیا۔ تحقیق اور موازنہ سے متاخر اہلِ سیر اور اہلِ حدیث دونوں طبقات کی بہت سی روایات و احادیث کا ماخذ ابن اسحاق کی سیرت ہوسکتی ہے۔ بہرحال اولین تین خلفاءِ راشدین کے بارے میں ازالہ اور قرۃ دونوں کی مشترکہ روایاتِ ابن اسحاق ان دونوں کتبِ شاہ کوتو اُم تصانیف قرار دیتی ہیں۔ البتہ حضرت علیؓ کے بارے میں مناقب واحوال و واقعات میں کسی ماخذ کا ذکر قرۃ العینین میں نہیں ہے اور عہد نبوی کے واقعات کو صرف ایک صفحہ میں بیان کر دیا ہے۔۵۲

حواشی فتح الرحمٰن میں روایاتِ ابن اسحاقؒ

قرآنیات میں حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اپنے فارسی ترجمۂ قرآن -فتح الرحمٰن- کے حواشی میں امام ابن اسحاقؒ کا ایک صریح حوالہ دیا ہے۔ وہ سورۂ انعام:۱۱۴ میں ہے: ''أَفَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْتَغِىْ حَكَماً وَهُوَ الَّذِىْ أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلاً وَالَّذِيْنَ آتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلاَ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ'' (اب سوا اللہ کے کسی اور کو منصف کروں؟ اور اسی نے تم کو کتاب بھیجی واضح، اور جن کو ہم نے کتاب دی وہ سمجھتے ہیں کہ یہ نازل ہوئی ہے تیرے رب کے پاس سے، تحقیق سو مت ہو شک لانے والا)۔ [ترجمہ شاہ عبدالقادر دہلوی، موضح القرآن میں حاشیہ نہیں۔] شاہ صاحبؒ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہودی جانتے ہیں کہ وحی کا نزول ہوتا ہے اور آدمی کو ''خدائے تعالیٰ پیغامبر بناتا ہے اور قرآن مجید میں حضرت پیامبر ﷺ کی سچائی کے دلائل موجود ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ مکی

سورتوں میں یہ مذکور ہے کہ یہود قرآن کی تصدیق کرتے ہیں اور مدنی سورتوں میں یہ بیان آتا ہے کہ یہود اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ان دونوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ جب آں حضرتﷺ مکہ میں تھے تو آپؐ نے یہود کو دعوت نہ دی تھی، لہٰذا وہ قرآن کی سچائی کے پورے معترف تھے کہ اس کا حکم صرف عربوں پر لازم آتا تھا۔ اور اس کا کسی شخص نے انکار نہ کیا تھا۔ جب آں حضرتﷺ نے ہجرت کی اور ان یہود کو بھی دعوت دی تو ان میں عناد پیدا ہو گیا اور وہ انکاری بن گئے۔ سیرتِ ابن اسحاقؒ میں اس مضمون کے چند قصے مذکور ہیں۔واللہ اعلم‘‘۔۵۳؎

حواشی فتح الرحمٰن میں بہت سی آیاتِ کریمہ کے حوالے سے تاریخی واقعات اور معاصر احوال کا ذکر کیا گیا ہے۔ان میں سے بیش تر میں سیرت ابن اسحاقؒ میں مذکور واقعات و روایات وغیرہ کا ذکر حضرت شاہؒ نے کیا ہے، لیکن اپنے معمول و دستور کے مطابق ان کا حوالہ نہیں دیا ہے۔ ایک تقابلی مطالعہ سے اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ بہر حال الفوز الکبیر سے ایک دلچسپ اقتباس اس ضمن میں نقل کرنا مناسب ہوگا۔مفسر کے لیے لازمی شرائط کا ذکر کرتے ہوئے شاہ صاحب لکھتے ہیں: ’’...ایک غزوات وغیرہ کے قصے جن کی خصوصیات کی جانب مختلف آیتوں میں ایسی تعریفات ہیں کہ تاوقتیکہ ان واقعات کا علم نہ ہو اس وقت تک آیات کی حقیقت تک رسائی ممکن نہیں ہوسکتی...‘‘۔۵۴؎ اسی کتاب میں ایک جگہ حضرت شاہ صاحبؒ نے امام ابن اسحاقؒ کے ساتھ بعض دوسرے مفسرین پر نقد کیا ہے کہ ’’محمد بن اسحاق، واقدی، کلبی نے ہر آیت میں ایک قصہ بیان کر کے افراط کیا ہے اور وہ محدثین کے نزدیک صحیح نہیں‘‘۔۵۵؎

اس نقد میں حضرت شاہؒ نے ابن اسحاقؒ کی کتاب کا نام نہیں لیا، مگر بظاہر اس سے مراد ان کی سیرتِ نبویہ ہی معلوم ہوتی ہے۔ امام ابن اسحاقؒ نے کم از کم ہر آیت میں، جیسا کہ حضرت شاہؒ کا عمومِ دعویٰ ہے، ایک قصہ نہیں بیان کیا ہے، صرف متعلقہ بابِ سیرت سے متعلق آیات کریمہ کا نزول اور ان کے اسباب سے بحث کی ہے اور وہ بسا اوقات بہت عمدہ و معتبر ہے اور اس کا محدثین بھی اعتبار کرتے ہیں۔۵۶؎

مختصر تجزیہ

شاہ ولی اللہؒ نے اپنی متعدد نگارشات میں امام ابن اسحاقؒ کی کتابِ سیرت کا مختلف ناموں سے ذکر کیا ہے۔ ان کا اسم گرامی کبھی محمد بن اسحاقؒ لکھا ہے اور کبھی صرف ابن اسحاقؒ۔ اسی طرح ان کی کتاب کو کبھی صرف سیرت کہا ہے، کبھی کتابِ سیرت اور کبھی سیرتِ ابن اسحاقؒ۔ سب سے دلچسپ عنوان، جو انھوں نے دیا ہے وہ 'السیرۃ الکبریٰ' ہے، جو غالباً کسی اور ماخذ و مصدر میں کسی دوسرے ماہرِ فن سے منقول نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانے میں امام ابن اسحاقؒ کی سیرت رسول اللہ ﷺ یا السیرۃ النبویۃ کا اصل نسخہ دستیاب و موجود تھا بھی یا نہیں؟ یا دوسرے اہلِ علم کی مانند صرف امام ابن ہشامؒ کی تہذیب و تلخیصِ سیرت ابن اسحاقؒ سے انھوں نے مواد لیا ہے؟ یہ تحقیق طلب ہے ☆۔ البتہ انھیں قطعی طور سے یہ علم تھا کہ امام ابن ہشامؒ نے اپنی تہذیبِ سیرۃ میں اضافات بھی کیے تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ان کا ذکر انھوں نے واضح طور سے 'الزیادات/ زیادۃ علی السیرۃ' کے فقرے سے کیا ہے۔

سیرتِ ابن اسحاقؒ کو ماخذ بنانے کے ضمن میں حضرت شاہ صاحبؒ کے دو رویے نظر آتے ہیں۔ ایک مثبت تھا، دوسرا منفی۔ منفی رویہ یہ ہے کہ انھوں نے کتابِ سیرت کے اصل موضوع یا امامِ سیرت کے محوری مضمون - سیرتِ نبوی - کے بیان میں اس کا ایک حوالہ نہیں دیا۔ اپنی شاہ کار کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے ''باب سیر النبی ﷺ'' میں سارا مواد انھوں نے کتبِ حدیث سے لیا ہے، لیکن کوئی حوالہ نہیں دیا ہے۔ مثبت روش یہ ہے کہ حضرات خلفاءِ راشدین کی سوانح و واقعات اور فضائل و مناقب میں انھوں نے امام ابن اسحاقؒ کا بہت حوالہ دیا ہے۔ حالاں کہ ان تمام کا تعلق عہدِ نبوی ہی سے نہیں، خالص سیرتِ نبوی سے ہے اور وہ ایک طرح سے سیرتِ نبوی کے ضمنی مباحث یا برکات ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی عظیم تالیف فتح الرحمٰن کے حواشی میں ابن اسحاقؒ کا حوالہ کم از کم ایک

☆ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ سیرت ابن اسحاق کا اصل نسخہ حضرت شاہ ولی اللہ کی دست رس میں نہیں تھا، انھوں نے سارا مواد سیرۃ ابن ہشام کے واسطے سے لیا ہے۔ (مدیر)

جگہ صراحت سے دیا ہے۔ دوسرے تاریخی مباحث و واقعات واحوال کے بارے میں یہ بات قطعیت کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ وہ کتابِ ابن اسحاقؒ سے ہی ماخوذ ہیں۔ حدیث بالخصوص تدوین حدیث کے باب میں ان کا حوالہ بہت اہم اور معنی خیز ہے۔ فنِ سیرت کو چار یا پانچ علومِ حدیث میں شمار کرنا ان کا ایک فنّی کارنامہ ہے اور اس کی تدوین کے باب میں امام ابنِ اسحاقؒ کی کتاب کا موسیٰ بن عقبہؒ کی کتاب کے ساتھ ذکر کرنا دوسرا کارنامہ ہے۔ بالخصوص اس پس منظر میں کہ فنِ سیرت کو مدت ہوئی بارگاہِ حدیث سے نکال کر معرضِ نقد و رد بنا دیا گیا تھا، اور اس بنا پر بھی کہ امام ابن اسحاقؒ کو اسی فن میں ہدفِ ملامت بنا کر ان کو پایۂ اعتبار اور مسندِ ثقاہت سے گرا دیا گیا تھا۔ حضرت شاہؒ نے اپنے اس مختصر تجزیہ میں امام ابن اسحاقؒ کی ثقاہت، معتبریت، اور امامتِ حدیث کا ایک شاہد پیش کیا ہے۔

فنِ سیرت میں امام ابن اسحاقؒ کی ثقاہت و امامت کا غالباً سب سے بڑا شاہدِ عدل یہ ہے کہ حضرت شاہؒ نے سیرتِ نبوی کے بعض مباحث، جن کو متعلقاتِ سیرت اور تاریخی پس منظر بھی کہا گیا ہے، ان سے متعلق امامِ موصوف کی روایات و اخبار کی صحت و اعتبار ثابت کرنے کے لیے امام بخاریؒ کی مستند جامع صحیح میں صحیح احادیث کے شواہد پیش کیے ہیں۔ انھوں نے تراجم ابوابِ بخاری کی شرح پر اپنے شاندار رسالے میں اس حقیقت سے پردہ اٹھایا ہے اور ایک انکشاف کیا ہے۔ صحیح بخاری کے شارحینِ کرام، بالخصوص تراجمِ ابواب کی تحقیق کرنے والے علماء کو اس پر حیرت تھی کہ امام بخاریؒ نے قدیم جاہلی دور کے مباحث سے متعلق ابواب کیوں قائم کیے اور ان میں ایسی احادیث کیوں لائے جن کا تعلق براہِ راست رسول اکرم ﷺ کی سیرت و حدیث سے نہیں ہے۔ حضرت شاہؒ نے یہ تشریح و تحقیق کر کے سب کو چونکا دیا کہ امام بخاریؒ نے روایات و اخبارِ ابن اسحاقؒ کی تصدیق و تعدیل کے لیے ان احادیث کو بطور شواہد پیش کیا ہے۔ بہر حال اہلِ علم اس حقیقت سے بھی واقف ہیں کہ امام بخاریؒ نے سیرت کے واقعات بالخصوص مغازی میں دونوں امامانِ سیرت - ابن اسحاقؒ و موسیٰ بن عقبہؒ - کی روایات و احادیث سے ہی استدلال و استشہاد کیا ہے۔ اس سے شاہ ولی اللہؒ کا یہ دعویٰ بھی ثابت ہوتا ہے کہ علم حدیث

کی چہارگانہ/ پنجگانہ تدوین کے حوالے سے کتاب ابن اسحاقؒ وکتاب ابن عقبہؒ کا جو حوالہ یا نظیر دی گئی ہے وہ امام بخاری کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ غالباً ایک تحقیقی تقابلی مطالعہ یہ ثابت کرسکتا ہے کہ سیرت ابن اسحاقؒ کی بہت سی روایاتِ سیرت اور ان سے زیادہ احادیثِ شریعت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں قبول کی ہیں، یا ان کے شواہد پیش کیے ہیں، جس طرح شاہ ولی اللہؒ کی یہ تحقیق ثابت کرچکی ہے کہ موطا امام مالک کی منقطع، موقوف اور مرسل احادیث کو مرفوع بنانے اوران کی بلاغات کی رفعت واستناد ثابت کرنے کے لیے متعدد دوسرے امامانِ حدیث کی طرح امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح تالیف کی تھی۔ موطا کی تمام روایات واحادیث صحیح بخاری میں موجود و مدغم ہیں اوران کے اضافات میں بہت سے 'شواہد' ہیں، جو تائید وتصدیق کے لیے لایے گئے ہیں۔ صحیح بخاری کے مقام ومرتبہ اوراس کے مولف کی جلالت وامامت سے کسی کوانکار نہیں اور نہ ان تصدیقات وشواہد سے ان پر حرف آتا ہے کہ بہرحال موطا امام مالک صحیح بخاری وغیرہ کا ماخذِ اصلی ہے اور صحیح بخاری نے امام ابن اسحاقؒ کی سیرت کے اخبار و روایات واحادیث کے شواہد پیش کرکے اولین دستیاب ماخذِ سیرت اوراس کے عالی مقام مؤلف کا درجہ ثقاہت اور پایۂ اعتبار ثابت کردیا ہے۔

حواشی ومراجع

۱ ڈاکٹر محمد حمیداللہ، محاکمہ سیرت ابن اسحاق، نقوش، رسول نمبر لاہور جنوری ۱۹۸۵ء، جلد: ۱۱،۳۷۴-۳۷۵ و مابعد؛ راقم سطور کا مقالہ سیرت ابن اسحاق/ ابن ہشام، در کتاب 'مصادر سیرت نبوی'، انسٹی ٹیوٹ آف آبجکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی، ۲۰۱۰ء؛ شبلی/ سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، اعظم گڑھ ۱۹۸۳ء، ۱/۲۳ و مابعد کا بیان ہے ...'' لیکن محدثین کا عام فیصلہ ہے کہ مغازی اور سیر میں ان کی روایتیں استناد کے قابل ہیں۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں ان سے کوئی روایت نہیں لی، البتہ جزء القرأۃ میں ان سے روایت کی ہے، تاریخ میں تو اکثر واقعات ان سے لیتے ہیں ...''۔

۲ حوالہ بالا؛ تنقیدی مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو مقالۂ خاکسار ''سیرت ابن اسحاق/ ابن

ہشام کا تنقیدی مطالعہ'' برائے سیرت سمینار اعظم گڑھ، اکتوبر ۲۰۱۰ء

۳؎ شبلی، محمد حمید اللہ، اور خاکسار کے مقالات مذکورہ بالا کے علاوہ مقالہ سیرت اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور اور دیگر فنی کتب ملاحظہ ہوں۔

۴؎ شاہ ولی اللہ، رسالہ شرح تراجم ابواب صحیح البخاری، مطبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۹۸۲ء، ۱-۴؛ قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین، مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۰/ ۱۸۹۳؛ میں اور بعد کی کتاب ازالۃ الخفاء میں حضرت شاہؒ کی فکر اول الذکر سے ہی آئی ہے؛ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، اردو ترجمہ اشتیاق احمد دیوبندی، حافظی بک ڈپو دیوبند، غیر مورخہ، فصل ششم، ۱/ ۳۶۹: حضرت شاہ نے پانچوں فنون میں ایک سے زیادہ کتب کی مثالیں دی ہیں۔ فنِ سیرت میں کتاب محمد بن اسحاقؒ کے ساتھ کتاب موسیٰ بن عقبہ کا بھی ذکر ہے۔ اور اس میں شمائل کے ابواب کو بھی داخل بتایا ہے۔ کتابِ موسیٰ بن عقبہؒ اب مفقود ہے اور اس کی روایات دوسری کتبِ حدیث و سیرت و تاریخ میں ملتی ہیں۔ کتاب/ ابوابِ شمائل پر مشتمل الگ تالیفات ہیں اور ان میں امام ترمذی (م ۲۷۹/۸۹۲) کی 'شمائل النبی ﷺ' اہم ترین ہے۔ حضرت شاہؒ نے پانچویں فن کو امام بخاری کی جامع صحیح میں سمودینے کی بات نہیں کہی ہے، البتہ کتاب المناقب اور کتاب الفضائل میں اس کا وجود ہے۔

۵؎ محمد ضیاء الرحمٰن اعظمی، معجم اصطلاحات حدیث، اردو ترجمہ سہیل حسن، دار الکتب السّلفیہ دہلی ۲۰۰۴ء، ۲۰۵-۲۰۶، بحوالہ تیسیر ۱۲۸، معجم ۲۰۰، اصول الحدیث ۲۵۴: شاہد/شواہد کی تعریف اور اس کے مقاصد سے بحث کی ہے اور متابع سے اس کا فرق بھی بتایا ہے۔

۶؎ شاہ ولی اللہ، شرح ابواب تراجم صحیح البخاری، ۱۲۹-۱۳۰، ابن حجر، فتح الباری، مکتبہ دار السلام ریاض وغیرہ، ۱۹۹۷ء، ۶/۶۵۲ -۶۸۹ و مابعد۔ حافظ ابن حجرؒ نے عدنان کے نسبِ اسمٰعیلی وغیرہ پر امام ابن اسحاقؒ کی روایت کو اولیٰ کہا ہے: ۶ / ۶۵۸ وغیرہ۔ حافظ موصوفؒ نے متعدد ابواب میں امام ابن اسحاق کی روایات اور مباحثِ مطولہ کا ذکر کیا ہے جیسے ۶/۶۷۰: 'السیرۃ الکبریٰ' میں عمرو بن لحی خزاعی کا ذکر وغیرہ،

٦/٦٧٦، قصه فيه؛ ٦/٦٨٠: نام نبوی پر تسمیه محمد بن خزاعی؛ وغیرہ۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، مرتبہ محمد محی الدین عبدالحمید، دارالفکر قاہرہ، ۱۹۳۷ء، ۱/۱-۲۴ و مابعد: کے متعدد ابواب میں بھی وہ روایات و احادیث ابن اسحاق ہیں جن کی تائید میں شواہد بخاری پیش کیے گئے ہیں۔

سیرۃ ابن اسحاق مرتبہ ڈاکٹر محمد حمیداللہ، اردو ترجمہ نقوش رسول نمبر جلد ۱۱، ص ۱۱، میں یہ سندو بیان بہت اہم ہے:

"(۲) احمد بن عبدالجبار نے یونس بن بُکیر کی وساطت سے بیان کیا کہ ابن اسحاق کی ہر حدیث قابلِ استناد ہے۔ اس نے یہ چیزیں مجھے املا کرائیں یا پڑھ کر سنائیں یا مجھ سے بیان کیں۔ اور غیر مستند مضامین جو ابن اسحاقؒ کو سنائے گئے تھے وہ اس نے نقل نہیں کیے"۔

ڈاکٹر موصوف نے اپنی سیرتِ ابن اسحاق کو دو نسخوں سے مرتب کیا ہے: ایک بروایت یونس بن بُکیر (م ۱۹۹/ ۸۱۵) جس کو قطعہ اولیٰ اور نسخہ قرویین/ رباط کہا ہے اور دوسرا/ قطعۂ ثانیہ بروایتِ محمد بن سلمہ، جو دمشق کے مخطوطاتِ ظاہریہ کا ایک مخطوطہ ہے۔ امام ابن اسحاقؒ کے متعلقہ ابواب اولین نسخہ یونس بن بکیر میں بھی ناقص ہیں۔ بعض اوراق مخطوطہ ندارد ہیں اور بعض میں ابواب کا فرق ہے۔ موجود و دستیاب نسخہ سیرت ابن ہشام (م ۲۱۸/ ۸۳۳) کی تہذیب و تلخیص میں محفوظ ہے، جو زیاد بکائی (م ۱۸۳/ ۷۹۹) کی روایت پر مبنی ہے۔ اس قطعہ میں بہت سے ابوابِ کتاب المبتدا موجود نہیں ہیں، جو اس کے ناقص ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ ان ابواب کی تاریخی ترتیب بھی صحیح نہیں ہے۔

دل چسپ اور اہم بات یہ ہے کہ سیرتِ ابن اسحاقؒ کی روایت یونس بن بُکیر کی بہت سی روایات و احادیث دوسرے سیرت نگاروں اور شارحین نے اپنی کتابوں یا شروح میں نقل کی ہیں، مثلاً ڈاکٹر صاحب موصوف کے مطابق امام سہیلی (عبدالرحمٰن بن محمد، م ۵۸۱/ ۱۱۸۵) نے اپنی شرحِ سیرت 'الروض الانف' میں یونس بن بُکیر کا کثیر مواد نقل کیا ہے۔ (ص ۳۸۸ و مابعد) سہیلی کی الروض الانف کے مآخذ بہت سے ہیں،

جن میں تمام کتب حدیث وسیرت اورادب وغیرہ شامل ہیں۔ان پر ایک تحقیقی کام بہت عمدہ ہوسکتا ہے۔سہیلی نے امام ابن اسحاق کے 'رواۃ' کتاب کے ذکر میں امام یونس بن بکیر شیبانی کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے اوران کے بعد پانچ مزید رواۃ کا۔ ان کے علاوہ بھی ان کے رواۃ تھے۔

امام سہیلی نے ابن اسحاق کی بہت سی روایات امام طبری کی تاریخ الرسل والملوک سے لی ہیں اوران میں امام ابن اسحاق کے بعض رواۃ کا ذکر ہے، جیسے سلمہ بن فضل ۲/ ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۴، ومابعد۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام طبری کے بنیادی راوی ابن اسحاق اور سلمہ بن فضل بھی ہیں۔ بہرحال یونس بن بکیر کی روایات ابن اسحاق کی تصریح امام طبری نے کی ہے، جیسے ۲/ ۳۱۱: اسلام عفیف کندی، طبری (ابوجعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ الرسل والملوک مرتبہ محمد ابوالفضل ابراہیم، دارالمعارف مصر ۱۹۶۱ء۔)

۷۔ فتح الباری، ۶/ ۶۶۶-۶۷۶ ومابعد

۸۔ فتح الباری، ۶/ ۶۷۷-۶۷۸، حدیث ۳۵۱۸، ۴۹۰۵، ۴۹۰۷، میں غزوۂ مریسیع کے موقع پر مہاجرین وانصار کے دعویٰ جاہلیہ اور قبائلی عصبیت کی پکار کا ذکر ہے۔ ابن ہشام/ ابن اسحاق، ۱/۱۴۴ ومابعد: حلف الفضول پر بحث وروایات ہیں۔

۹۔ سیرت ابن اسحاق، ۱/۸۱ ومابعد، قصۃ عمرو بن لحی و ذکر اصنام العرب، فتح الباری، ۶/ ۶۷۹ ومابعد: احادیث: ۳۵۲۰، ۳۵۲۱: اول الذکر میں فرمانِ نبوی ہے: ''عمرو بن لحی بن قمعۃ بن خندف، ابوخزاعہ'' دوسری حدیث میں بحیرہ و سائبہ کے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حدیث مرفوع ہے: ''رأیت عمرو بن عامر بن لحی الخزاعی یجر قصبہ فی النار، وکان اول من سیّب السوائب''۔ سیرتِ ابن اسحاقؒ میں حضرت ابوہریرہؓ سے ہی مروی حدیث میں ہے: ''...رأیت عمرو بن لحی بن قمعۃ بن خندف یجر قصبہ فی النار ... الخ''۔ اس میں زیادہ بحث وتفصیل ہے۔ نیز ملاحظہ ہو بحثِ حافظ ابن حجر عسقلانی۔ بعض دوسرے شارحین نے بھی مفصل بحث کی ہے۔

۱۰۔ سیرت ابن اسحاق، ۱/۱۲۱ ومابعد؛ فتح الباری، ۶/ ۶۸۱ ومابعد: حدیث: ۳۵۲۲

۱۱ ابن اسحاق، ۱/۱۴۴ و ما بعد؛ فتح الباری، ۶/۶۸۲ و ما بعد: باب قصۃ زمزم و جہل العرب۔

۱۲ ابن اسحاق، ۱/۱۴۶ و ما بعد؛ فتح الباری، ۶/۶۸۳-۶۸۵

۱۳ ازالہ، ۲/۵۴؛ قرۃ ۱۰۵-۱۰۶

۱۴ ازالہ، ۲/۵۷؛ قرۃ ۱۰۸، دوسری معلومات بھی ہیں۔

۱۵ ازالہ، ۲/۵۸؛ قرۃ ۱۰۶: ''کما ہو مبسوط فی سیرۃ ابن اسحاق

۱۶ ازالہ، ۲/۶۰ ۱۷ قرۃ، ۱۱۴

۱۸ قرۃ، ۱۱۶ ۱۹ ازالہ، ۲/۷۰؛ قرۃ ۱۱۶-۱۱۷

۲۰ ازالہ، ۲/۷۱، نیز ۷۶ (زوائد السیرۃ ابن ہشام؛ قرۃ ۱۱۷-۱۱۸

۲۱ ازالہ، ۲/۷۱-۷۲؛ قرۃ ۱۱۸-۱۱۹

۲۲ قرۃ، ۱۱۹-۱۲۰ ۲۳ ازالہ، ۲/۱۰۵-۱۲۱

۲۴ ازالہ، ۲/۱۱۷؛ قرۃ ۱۲۱-۱۲۳، ۱۲۴

۲۵ ازالہ، ۲/۱۱۸، قرۃ ۱۲۳-۱۲۴

۲۶ ازالہ، ۲/۱۱۹-۱۲۰ (زیادۃ علی السیرۃ ابن ہشام بھی)؛ قرۃ ۱۲۴-۱۲۵

۲۷ ازالہ، ۲/۱۲۱-۱۲۲، ۲/۳۳۴؛ قرۃ ۱۲۵-۱۲۶

۲۸ ازالہ، ۲/۱۲۲-۱۲۳؛ قرۃ ۱۱۴ مناقبِ صدیق میں؛ ۱۲۷ (بروایت مسلم بھی)

۲۹ ازالہ، ۲/۳۳۳ آخر حدیث تک؛ قرۃ ۱۲۷ و ما بعد

۳۰ ازالہ، ۲/۱۲۴-۱۲۵؛ قرہ ۱۲۸

۳۱ ازالہ، ۲/۱۲۷؛ قرۃ ۱۲۸-۱۲۹

۳۲ ازالہ، ۲/۱۲۸، ۲/۳۳۳؛ قرۃ ۱۲۹-۱۳۰

۳۳ ازالہ، ۲/۱۲۹-۱۳۰؛ قرۃ ۱۳۰ (ابن اسحاق فی السیرۃ)

۳۴ ازالہ، ۲/۱۳۰-۱۳۶: وہ خلافت صدیقی کے واقعات کے مقابلہ میں بہت مفصل ہے۔ فتوحات و اولیات اور کارناموں کا ذکر دوسرے مآخذ سے ہے۔

۳۵ ازالہ، ۲/۴۵۰-۵۰۰؛ قرۃ العینین، ۱۳۶-۱۳۸: میں اصل ماخذ حاکم ہیں۔

۳۶ ازالہ،۲/۵۰۱-۵۰۲

۳۷ ازالہ،۲/۵۰۲

۳۸ ازالہ،۲/۵۰۳-۵۰۴

۳۹ ازالہ،۲/۵۰۵

۴۰ ازالہ،۲/۵۰۷-۵۰۸

۴۱ ازالہ،۲/۵۰۸-۵۰۹

۴۲ ازالہ،۲/۵۰۹

۴۳ ازالہ،۲/۵۱۰

۴۴ ازالہ،۲/۵۱۱

۴۵ ازالہ،۲/۵۱۱-۵۱۲

۴۶ ازالہ،۲/۵۱۲

۴۷ ازالہ،۲/۵۱۲-۵۱۳

۴۸ ازالہ،۲/۵۱۳-۵۱۴

۴۹ ازالہ،۲/۵۱۴

۵۰ ازالہ،۲/۵۱۵-۵۱۶

۵۱ ازالہ،۲/۵۲۷

۵۲ قرۃ العینین، ۱۳۸-۱۴۹

۵۳ حواشی فتح الرحمٰن، سورۂ انعام، حاشیہ نمبر ۴۳

۵۴ الفوز الکبیر، اردو ترجمہ رشید احمد انصاری، مکتبہ برہان، دہلی-۶، ۴۱ و مابعد؛ قرآنی قصوں اور عصری تاریخی واقعات کے علم و سمجھ کے لیے مفسرین نے یہی لکھا ہے۔

۵۵ الفوز الکبیر، فصل اسباب النزول، عربی ترجمہ: ۲۰۲-۲۰۳

۵۶ الفوز الکبیر، عربی ترجمہ مولانا سعید احمد پالن پوری، مکتبہ وحیدیہ دیوبند، ۱۳۹۴ھ، ۲۰۲-۲۰۳ نے سیرتِ نبویہ پر ذہبی کا نقد نقل کیا ہے اور واقدی پر بھی۔

☆☆☆

پاکستان میں
سہ ماہی تحقیقاتِ اسلامی کے لیے رابطہ کریں:
جناب سجاد الٰہی صاحب، 27-A، لوہا مارکیٹ، مال گودام روڈ، بادامی باغ، لاہور
Tel: 0300-4682752, (R)5863609, (0)7280916
Email: Sammaradnan<talluadnan@yahoo.com>